٢٦



M.D. Khan Artist Lucknow

منتخبات اودھ پنچ

جلد اوّل

علم و ادب کے علمی اور فلسفیانہ مضامین کا دلچسپ اور بیش قیمت مجموعہ ... سے ... نظم و نثر یعنی اودھ پنچ کی تنقیح کے ... صفحات پر مشتمل ہے قیمت فی جلد ... محصولڈاک اس کے علاوہ۔

مجلدات اودھ پنچ سنہ ۱۹۳۱ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں یہ جلدیں نوادرِ علم و ادب و ظرافت اور سیاست سے مالامال ہیں ہر کتب خانہ میں محفوظ رہنا چاہئیں قیمت فی جلد ... محصولڈاک بذمہ خریدار۔

خاص رعایت سنہ ۱۹۳۱ء کی جلد خریدنے والے اصحاب کو منتخبات اودھ پنچ جلد اول قیمتی ... مفت نذر کی جائے گی۔

مجلدات سنین ماضیہ

سنہ ۱۹۳۰ء اور اسکے پیشتر کی بھی چند جلدیں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ... محصول بذمہ خریدار

تار کا پتہ ...

کارخانہ

مقصود احمد خاں سعید احمد خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

بیس سال سے اب تک نہایت نیکنامی اور روز افزوں ترقی کے ساتھ جاری ہے۔

... امین آباد لکھنؤ

توجہ شرطے

(۱) اودھ پنچ میں ... [illegible]

(۲) ... [illegible]

(قواعد و ضوابط)

(۱) ... [illegible]

(۲) ... [illegible]

(۳) ... [illegible]

(۴) ... [illegible]

(۵) ... [illegible]

(۶) ... [illegible]

... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مُفت

ایک صحت اور ... زندگی

ملت

... [illegible]

ویدشاستری ...

جلد ... نمبر ۲۸

مضامین نو

مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۶ء

سائنس کی نگاہ میں خفگی کا درجہ

گاہ بگاہ جامے سے باہر ہو جانا صحت بخش ہے

(از فیروز ناصر نوری)

مدتوں سے ہمیں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ غصہ بڑی بری چیز ہے طبیعت پر قابو رکھنا چاہیے۔ شرافت کی یہی نشانی ہے کہ انسان صابر ہو جائے۔ دوسرا کوئی سخت بھی کہے تو برداشت کرے اور بغیر شکایت کے رہ جائے۔ مذہب، اخلاق اور سوسائٹی تینوں کا یہی منشا ہے کہ صبر کریں۔ غصہ [illegible] ورنہ ہم مہذب انسان نہ سمجھے جائیں گے۔

لیکن سائنس کی جدید تحقیقات نرالی اور عجیب ہیں جن کا یہ خلاصہ ہے کہ خفگی کو ایک مفید فعل قرار دیتی ہے۔ سائنسدان فرماتے ہیں کہ ایک انسان کی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے اور اس کی جوانی کو سلامت رکھنے کے لیے ہر چوبیس گھنٹوں میں مغلوب الغضب ہو کر ایک دفعہ جامے سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اس سے صحت بحال رہتی ہے۔

مثال کے طور پر کمسن بچوں کو لیجیے۔ یہ باہم کس طرح لڑتے جھگڑتے اور خفگی کی نمائش کرتے رہتے ہیں۔ جب تک سوسائٹی ان کی کمسنی کا لحاظ کر کے ان کے حرکات و افعال سے چشم پوشی کرتی ہے یہ باہم خوب مصروف جنگ رہتے ہیں۔ ان ایام میں ان کی صحت بحال رہتی ہے اور یہ خوب ہونہال اور توانا رہتے ہیں۔ لیکن آخر کار وہ زمانہ آجاتا ہے کہ تہذیب انہیں اس کٹہروں میں محصور کر دیتی ہے۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ یہ کمزور، بزدل اور [illegible] طبیعت کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سوسائٹی ان کو مہذب انسان قرار دیتی ہے کیونکہ ان کی ملامت کی [illegible] تک پہنچتی ہے اور وہ بخل [illegible]

[illegible] سے نجات پا سکتی ہیں۔

غصے کا فائدہ

جب ایک انسان کسی وجہ سے غضب آلود ہوتا ہے تو اس کا خون بھڑک اٹھتا ہے۔ اس میں جوش اور گرمی پیدا ہوتی ہے۔ یہ گرمی رگوں پٹھوں کے لیے از حد مفید ہے۔ یہ جوانی کو برقرار اور طاقت کو بحال رکھتی ہے اور بڑھاپے کی آمد کو روک دیتی ہے۔ اشتہاری حکیموں کی کسی طاقت والی دوا سے بھی انسانی جسم میں وہ گرمی، وہ تندی، وہ جوش اور جوانی کے آثار نمودار نہیں ہو سکتے جو ایک خفگی کی آمد سے دفعتاً پیدا ہو سکتے ہیں۔ غصہ جسم کی فضول چربی کو جلا کر اسے ایک طاقتور مادے میں تبدیل کرتا ہے جو تن بدن بڑھانے کے بجائے دیگر اعضائی نمائش کے کام آتا ہے اور انسان کو تنومند اور طاقتور بنا رہتا ہے۔

لڑاکا بیوی

سائنس کے اس نظریے کے مطابق لڑاکا بیوی ایک نعمت ہے۔ وہ خفگی کا منبع ہے۔ جب اس کا شوہر دفتر کے کام کی کوفت سے مضمحل ہو کر بھیگی بلی کی طرح گھر میں آتا ہے تو وہ اس کی حرارت غریزی کو جلنے دے کر گرم کر سکتی ہے۔ بیوی کی گھرکیوں کے چند الفاظ برقی گولیوں کا کام کرتے ہیں اور میاں [illegible] بالکل ہی [illegible] اور سرد مزاج بحالت [illegible] ہو کر بالمقابل [illegible] آرام ہو جاتے ہیں۔ اس میں ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے جو سارے پٹھے اور ہر رگ میں وہ [illegible] ہوتی ہے کہ چپت لگانے اور کاٹ کھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یہ خون اور [illegible] سے بھی [illegible] ہے۔ اگر آپ کا ہمسایہ خاندان اس قسم کی خانہ جنگی میں مصروف ہو تو آپ فکر نہ کریں کہ [illegible] کم ہو رہا ہے۔ ان کی صحت بحال ہو رہی ہے۔ آپ کو مصلح الملک بن کر ان کے معاملات میں دخل دینا اور ان کو ٹھنڈا کرنا ان کی صحت کے لیے مضر ہوگا البتہ جب آپ کو جنگ کے [illegible] اور [illegible] کے ہم [illegible]

[illegible] دن کی کوفت اور گردن پھلا کر صبر کی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں مگر ذرا فاصلے سے اور اپنے بچاؤ کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

جنگلی جانوروں کی صحت کا راز

آپ اپنے صحن میں پالو مرغوں، کتوں اور دیگر جانوروں کی زندگی کا مطالعہ کریں۔ وہ جن میں سب سے زیادہ مرغوں کا مزاج لڑاکا ہے اپنی قوت اور رفتار کو محض اس وجہ سے قائم رکھتا ہے کہ وہ اپنے رقیب اور حریف مرغوں سے مصروف جنگ رہتا ہے۔ یہی حال کتوں اور دوسرے جانوروں کا ہے۔ جنگل کے تمام جانور باہم لڑ جھگڑ کے اپنی طاقت اور تندرستی کو بحال رکھتے ہیں۔ لیکن بے چارے انسانوں کو یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ [illegible] کوئی غصہ کرتا ہے [illegible] یہاں طبیعت کو قابو میں رکھو معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اور قانون کا مجسمہ سائنس سے برسرِ پیکار ہے۔ اور انسان کے لیے صابر اور نرم مزاج رہنا مفید اور مناسب ہے اس لیے ہم سائنس کی اس تازہ تحقیقات سے ناظرین کو مطلع کرنے کے باوجود یہی کہنے پر مجبور ہیں کہ [illegible] صبر [illegible] اور غصہ ترک کر دو کیونکہ سوسائٹی اس کے برخلاف ہے۔

جب ہم حکیم سقراط کی حکمت پر غور کرتے ہیں کہ اس نے ایک تلخ زبان بدمزاج جھگڑالو عورت سے عقد کیا تھا تو ہمیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں نے عمر کی قوت بڑھانے کے لیے ایسا کیا [illegible] حکما بھی یہی کہہ گئے ہیں۔

صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد

جدید سائنس کا اگر یہ حکم صحیح ہے تو اس میں شک نہیں کہ ہزاروں برس انسانوں نے قدیم حکما کے خیالات و ہدایات پر عمل کر کے خوب [illegible] اور [illegible] ہو گئے ہوں گے۔

دراصل دنیا عجیب طرح چلتی چلی آرہی ہے۔ ڈاکٹر لوگ [illegible] غذا میں تصرفات انسانی کے خلاف ہیں اس کے یہ معنی ہوئے کہ گو انسان کھانا کھاتے [illegible]

گھری نجات - یورپ کے دیگر مقامات پر اس کے خلاف جہاد ہو رہا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ ایک ہاتھ آگے بڑھے ایک ہاتھ پیچھے۔ سینہ تنے سے لمبا گلا نہ نکلے سر نہ جھکے نہ ہو لگنے پائے۔ اب یہ حکم دیا جاتا ہے کہ ساتھ سے ہاتھ اٹھاؤ اور ہر قسم کے نقوش ہے جو روز ... دوروں سے دل کا ... کرتے ہو۔ بچپنے ہو ... چلیں چلا بنا ہو۔ سوچا جائے۔

یہ سب کس کی خاطر صحت کی؟ ..... اگر ایسا نہ کیا تو؟ ..... صحت جسمانی سے ہاتھ اٹھانا پڑے گا! اچھا تو ہے ..... یورپ والے اسلحہ جنگ ہو جائیں اور ان کی جان لیا اور ہیروں سے بازار کیا جائیں تو کیا کہیں مل جائے۔ بشرطیکہ علمی ترقی سے بھی ... ایسی کہ دماغی محنت جسمانی طاقت کی دشمن ہے۔ کیا یہ غلط ہے؟ ہزاروں کوس کے فاصلے سے دشمن کی جان لینے والے اوزار کیا بغیر دماغ کے پرزہ گھلائے تیار ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ ... خون ریزی کی طرف گئے اور پھر کیا انھیں روکو قطعاً۔

ہماری فاقہ مستی کے اسباب اور اس کا دفاع

(از ...)

ہندوستان میں ایسے کاہل، سست، ننگے اور پست ہمت لوگوں کی کثرت ہے جو زور بازو سے روزی کمانا اور ایمانداری سے اوقات بسر کرنا غیر موزوں خیال کرتے ہیں۔ مناسب ذریعہ معاش کی تلاش اور اکل حلال کی کوشش میں مصروف ہونا ان کے اصول کے خلاف ہے۔ یہ لوگ سوسائٹی کے گلے کا طوق، لعنت اور بیکار بار ہیں۔ ان کی کاہلی کا یہ اثر ہوا ہے کہ ہندوستان کی غربت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم لے دنیا میں پڑے ہیں پڑے پڑے ... پر کوئی جہاد ... احسان کیا ہے اور دنیا کے لوگوں میں ہماری ... کا

ان کا فرض نہیں ہے۔

وہ کسی قسم کی حرکت کو عیب خیال کرتے ہیں۔ اگر کام کرنے کا کبھی خیال آیا تو وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو بھی ہیرو جیسا کی اکسیر مل جائے جسے ہاتھ ڈالا اور ... شکل ... نکال لی۔ [illegible] ... عجیب ... اشتہار ... ایک ... [illegible]

... [illegible] ... جن کی بدولت محلے کے تھلے سے پانچ روپے روز جا بنیں یا ایسی جڑی بوٹیوں کی تلاش میں سرگرم رہتے ہیں جن کا بینے سے چاندی اور تانبے سے سونا بنا سکیں۔ ان کی عمر ان توہمات میں بسر ہو جاتی ہے اور ایک عمر کی کسر انھیں ناکام ہی رکھتی ہے۔

تہذیب کی ترقی اور زمانے کی رفتار کا مطالعہ کرنے کی کوشش نہ کرنے کے باعث یہ لوگ مجہول، مفلس، بیکار اور نادار بنے رہتے ہیں۔ دوسرا طبقہ جو دست و بازو ہاتھ پاؤں ہلانا اور کسی طریق سے روزی کمانا نامناسب خیال کرتا ہے اس کی ساتھی کا حال اخباروں کے اشتہاری کالموں کے ملاحظہ سے بخوبی منکشف ہو سکتا ہے۔

ٹھگ بدیا کے ماہرین

اخباری کاغذ، پوسٹ آفس، ریلوے، چٹھی اور دیگر آسانیوں کے وجود سے یہ توقع تھی کہ یہاں اور ملکی تجارت کو فروغ ہو گا لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ ہماری صنعت و حرفت، تجارت اور بیوپار کی بنیاد بے ایمانی اور جعلسازی کی ریتیلی چٹان پر ہے۔ کسی اخباری کاغذ کے اشتہاروں کو غور سے دیکھیے تو یہ بے مصرف، فضول اور غیر ضروری اشتہاروں سے بھرے پڑے ہوں گے۔ چار سو اشتہار باز بابوؤں نے نصف صدی کے عرصہ میں زمانے میں ضروری ہندوستانی مصنوعات پیش کرنے کی طرف ذرہ راغب ہی نہیں کیا۔ ان کی

اشتہاری کو شغل یہی ہے کہ ہر ممکن طریقے سے خریداروں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر ان سے پیسے چھین لیے جائیں۔ کوئی ایک انگوٹھی کے ہمراہ دو دواء دستہ ... اور دیگر انعامات کا وعدہ کرتا ہے ... سونے چاندی کی گھڑیاں، باجے اور ... کی سوئیاں موجود ہوتی ہیں۔ کوئی دوائی کے ... کے دس روپے چارج کرتا ہے۔ کوئی ... کے بکس کے پاس روپیہ طلب کرتا ہے۔ کوئی تعویذ کا نذرانہ مانگ رہا ہے۔ کوئی مسالہ کی گولیاں، طلائی شیشیاں اور خضاب کے کیٹ پیش کرتا ہے۔ الغرض ان فضول اور بے حقیقت چیزوں کے علاوہ وہیں کوئی شئے ایسی نظر نہیں آتی جس کی خریداروں کو حقیقتاً ضرورت ہو۔

سرمایہ داروں کی عصر ... تیں

امریکہ کے لوگ ... کمپنیوں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ ... کا اہتمام کرتے ہیں۔ بیمہ کمپنیاں جاری کر رہے ہیں۔ بینک کھول رہے ہیں۔ ان سب کی بنا کمل ہوتی ہے ان کی اکثریت نقش بر آب ہوتی ہے۔ پبلک کا روپیہ ضائع ہونا یقینی اور منفعت کی امید کم ہے۔ ایسے بہت کم سرمایہ دار ہیں جن کے کارخانے ملک کی حیثیت اور دولت کو فروغ دینے کا باعث ہیں۔ دیسی کاریگروں اور ہندوستانی مزدوروں کو اپنی صناعی اور کاریگری کے جوہر دکھانے کا مناسب موقعہ نہیں ملتا۔ ان کی محنت کی اجرت بہت کم ہے۔ سرکاری ذرکیوں کا طبقہ بڑا بھاری آسرا تھا اور لاکھوں بندگان خدا ان ملازمتوں میں راحت سے روزی کماتے ہیں۔ لیکن اب تخفیف کے حملے نے یہ ذریعہ بھی کمزور کر دیا اور سب سے بڑی ملکی جماعت ملازمتی ذکری کے خلاف ہے۔

ایسی حالت میں ہندوستان کی آبادی خود ایسے اعمال کی محتاج ہے جو کسی قدر ... کے

مستطاب میں انکی نگرانی رفعت ہو جائے۔ دہلانے شکیں ضرور ہو تی ہے جو ہے افسوس کہ اہل اسباب ذوق دنیوی حضرت داغ نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم تمہیں اور دعا مانگا کرتے ہیں
جو سے کچھ ہو نہیں سکتا دعا کرتے ہیں

حضرت غالب فرماتے ہیں ؎

کیا تو غرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

ہم سے کچھ ہو نہیں سکتا لہٰذا دعا مانگنا چاہیے۔ قدرت ان کو ہمارا دل شکن جواب سننا ضروری نہیں لہٰذا قبول کی امید قائم ہے۔

اے بھائیو ہاتھ بلاؤ نہ پاؤں بس دعا کرو کہ "ہمدرد" اللہ میاں سے کرو ساتھ شہ خیال کے ہمیشہ سبکو۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔ ہزار بار آمین۔

"ہمجولی"

حیدرآباد دکن سے ایک ماہواری پرچہ "ہمجولی" شائع ہوتا ہے محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ خویشگی اس کی مولفہ ہیں۔ شکر کی اس پرچے نے اب کافی ترقی کر لی ہے "حضرت دولھن پاشاہ اعلیٰ اقبالہا والدہ ماجدہ ولیعہد بہادر ریاست حیدرآباد دکن" اس کی اعلیٰ سرپرست ہیں اور لیڈی حیدری و ام الطلبا بھی اس کی سرپرست ہیں۔ انتی بڑی اور محترم ذوات کی سرپرستی حاصل ہونا یقیناً ایک فخر عظیم ہے۔

حضرت دولھن پاشاہ کا عکس اس سرورق کے اعلیٰ صفحہ پر جلوہ گر ہے اور لیڈی حیدری کا عکس نام صفحہ پر ہے۔ جب زمین ایسی ہو اور آسمان ایسا تو ظاہر ہے کہ بھلے دن آگئے۔

ہم پہلے اس موقر ماہوار رسالے پر تبصرہ کر چکے ہیں لہٰذا تکرار بے فائدہ ہے بیگم کے سیدہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں

کہ اب ان کی محنت ٹھکانے لگی مبارک ہو۔

"وطن کلکتہ"

یہ ہفتہ وار کلکتہ سے نکلتا ہے۔ یہ ایک معتدل نیشنلسٹ ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایسے پرچے میں ہونی چاہئیں۔

بنگال میں اردو کی شمع جھلملا رہی ہے اس لیے ایسے پرچوں کی وہاں شدید ضرورت ہے ابھی تو ہم اس کے بقا کی دعا مانگتے ہیں امید ہے کہ بعد چند دن گذر جانے کے ترقی کے واسطے دعا کریں گے۔

جناب حکیم نعیم الحق صاحب ایم بی او ایڈیٹر و مجید صاحب وزیر اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ۲۴ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ سے شائع ہوتا ہے۔

ایک نام کا ایک قدیم لاہوری جریدہ مدت سے نکل رہا ہے اس لیے یہ نام اگر اڈیٹر صاحب نہ رکھتے تو اچھا تھا۔ ناموں کا تحفہ نہیں نمونہ منگا کے دیکھیے۔

"پاسبان"

ایک ہفتگی جریدہ اس نام کا جبلپور سے نکلتا ہے۔ جبلپور سے ہندوؤں کا ایک اردو ہفتہ وار پرچہ بھی نکلتا ہے۔ گو انقلابی جوش میں ہندو اور مسلمان دونوں اپنے اپنے وطنی حقوق کے لیے بے چین ہیں۔ بایں ہمہ دونوں کی بات سمجھ کرنی چاہیے۔ باعتبار ترتیب و تحریر اس ہفتہ وار میں کوئی عیب نہیں۔ سلیقہ اور ادائے مطلب کافی ہے چار روپیہ سالانہ قیمت ہے سراج الدین احمد صاحب اس کے قائد ہیں۔

"معصوم"

سید منظور علی صاحب منظر نظامی فاضل عربی

نے ایک ماہواری پرچہ طالب علموں کو ادبی مدد پہنچانے کے لیے رنگون سے نکالا ہے۔ یہ ہمارا لوچھیے اور زبان دانی کی رسالہ کو دیکھیے پھر لطف یہ کہ چند ہونہار نے جو مضمون لکھے ہیں ان کی بھی زبان اچھی ہے۔

بہرحال میں اڈیٹر صاحب کی اس کوشش اردو پروری پر ضرور مسرور ہونا چاہیے۔ یہ پہلا نمبر ہے۔ چھپائی اس کی زیادہ اچھی نہیں ہے غالباً دوسرے نمبروں میں یہ خوبی بھی ہوجائے گی۔ مضمون اچھے ہیں۔ یہ رسالہ اسلامیہ اے وی مڈل اسکول ٹھلوزی اسٹریٹ رنگون کے پتے سے طلب کرنے پر مل سکتا ہے ضرور ضرور منگا کے دیکھیے ایک نسخہ کی قیمت دو آنے مقرر ہے۔

حضور دشت پر چڑھ گیا۔ اونچیلی بڑھیا ہو گیا ہے
کتا ہے مشغول ہے۔

(۱۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ رنگ
پر سوار ہے اکتا ہے عقیدہ ہوئے جیسے فلاں
شخص چلا ہے۔ (۱۵) ہم تیرہ و بند کو بھی کہتے ہیں
شاید کبھی کسی زمانے میں تیرہ ی خاکستری رنگ کے
اونٹ پر سوار کیے جاتے ہوں۔
لکھنؤ میں ایک ورگا کو جو ڈاکو تھا سنٹرل جیل
اس گاؤں میں جا یا گیا۔ اب ورگا کو ریل پہلے
یا بھیجے جانے سے جیل میں ہی گرفتار لیا جا چکے
اسی سے متصل عالم باغ ہے دوسری جیل
یہاں تیار ہوئی تو زبان زد ہو گیا "فلاں شخص
تو عالم باغ ہے۔ رام بانس یعنی اونچی جگہ پڑ گیا
ہے" اور لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ شخص جیل خانے
میں ہے۔

حجاج بن یوسف ثقفی نے غضبان بن قبعثرے
سے کہا کہ میں تجھ کو ادھم پر
سوار کریں گے (کنایہ مشہور تھا) غضبان نے
تجاہل کیا ادھم کو سمجھ کر بولے ہی گئے اور کہنے
لگے جیسے حضور ادھم اور اشہب والے ہیں
بھلا وہ کبھی سپیدی سیاہی پر غالب ہو کر سوار
ہو سکتے ہیں؟

(۱۶) بعثت الی الاسود والاحمر (میں سیاہ
و سرخ کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہوں حدیث)
یہاں اسود سے عرب اور احمر سے عجم مراد لیے
گئے ہیں۔ عربوں کا خاص دلپسند رنگ گیہواں تھا
اور سیاہ ہے۔ سرخ رنگ سے نفرت کرتے
ہیں شاید اس کی وجہ جنگ و دشمنی ہو۔ جس کا
سلسلہ بہت قدیم ہے عجموں نے اعراب پر بہت
زمانے تک حکومت کی ہے اور یہ اثر اب تک بھی
آج تک باقی ہے۔ عربوں کی محبت وطن یا وطنی
عصبیت قابل داد ہے۔

ہندوستان میں سرخ سیاہ زرد اور سفید ہر
رنگ کے آدمی موجود ہیں اسی وجہ سے کسی
احمر اصفر سے دشمنی نہیں رکھتے انھیں سب کچھ

پسند ہے۔
کبھی کبھی حضرات عرب اپنی ذلت کو خضر یعنی
سبز رنگ کر کے بھی فخر کرتے ہیں۔

(۱۷) مساجلہ لو ولا فرطہ سے کنایہ ہے۔
اس کی اصل سجل ہے جس کے معنی ہیں بھرا ہوا
ڈول۔ فرض کیجیے کہ دو پیاسے ایک کنویں پر
پانی بھرنے آئے دونوں کا مقصود یہ ہے کہ ہم
پہلے سیراب ہوں۔ اتنی سی بات پر جھگڑ گئے
جو شخص جیتا اس نے موچھیں مروڑ دیں۔ مجھے
ہوئے تیوروں سے مقابل کو دیکھا اور خفا ہونے
لگا۔ یہاں پنگھٹ پر اکثر اسی قسم کے معرکے ہوتے
ہیں۔ خصوصاً جب دو میں سے ایک فرد یا ایک
گروہ ذات پات میں بیٹھا ہو۔ تو آواز یں آتی ہیں
"وہ سسر جمار ہونے کے تیرے جاؤ پہ پانی
پیتے ہیں"۔
اکثر بیچارہ نیچی ذات والا موچھیں نیچی کر کے ہٹ
جاتا ہے۔
کاشتکاروں میں کھیت سینچنے پر اسی طرح کی
مساجلہ اکثر دیکھی جاتی ہے۔ ایک تالاب ہے
دو کاشتکار اپنا اپنا کھیت سینچنا چاہتے ہیں۔
بیڑی لگائی گئی اور مساجلہ کا دور بالکل فاتح
اگر دشمن کا سر توڑنے کے بعد ورگا گرفتار کیے
جانے سے بچا تو مسلیت یا تاب دار ان اونٹ
کی سزا دو"۔ (باقی آئندہ)

راقم
فلاسفر

الور کا قضیہ

ایک چھپا ہوا پمفلٹ جسے حکیم محمد اسحاق صاحب مدیر
مسیح دہلی نے مرتب فرمایا ہے دفتر میں موصول ہوا۔
ریاستی معاملات میں دخل دینے کی عادت ہمیں نہیں
خصوصاً اس وجہ سے کہ ہم کسی قسم کا جھگڑا ہو گرایس
نے کی تان اور مذہب سے پڑتی ہے حکیم صاحب نے انتخاب
اس میں دخل کیونکر دیں۔ اور عام تماشا جب

کہ یہ دو چار ریاستیں جو مسلمان ہیں وہ باقی ہیں
بگڑ جائیں اصلاح کار ہو گئی ہے تو وہ انتظار
ہی انتظار کی کیا ہو گی سے جس میں ہم مبتلا ہیں۔
ریاستی رعایا اگر مزید محفوظ ہو جائے گی جیسی
باشندہ ہیں اور رعایا کا فرض ہے جس کے
کی اصلی بنیاد یہی ہے۔ سیاسی تحریک کا اثر
الٹا کیسے پہنچ نہیں سکتے اگر کیوں نہ ہمت کریں ہم
حوالہ نہیں اپنا آپ کی جائے اگر کہیں پہنچے
چھیل چھبیلے رنڈیوں بھڑووں اور لونڈوں
کے جھگڑے میں رہتے ہیں۔ بقول ہوا انھیں کے
"جو آگ کھائے گا انگارے ہگے گا" رعایا خود
درست کر دے گی۔
اس خصوصی دعوے کے علاوہ ایک سبب یہ بھی ہے

مذہبی اور سیاسی رہنما
سہ روزہ
"الجمعیۃ"

اگر آپ اپنی زندگی کے ساتھ دینی سنت جاننا چاہتے ہیں۔
اگر آپ مذہبی اور سیاسی امور پر ایک سچے ماہرانہ تبصرے پڑھنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ بے خوف سیاسی مقالات پڑھنے کے شائق ہیں۔
اگر آپ ہندوستان کے سیاسی اور مذہبی حالات پر مستند خبریں پڑھنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ عالم اسلام کی تازہ خبریں پڑھنا چاہتے ہیں جن کی ضرورت ہے۔
اگر آپ ہندوستان اسلام کی شاندار تاریخ کو سامنے رکھ کر عمل کرنا چاہتے ہیں۔
اگر آپ تمام اسلامی ممالک کے تازہ ترین حالات سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔
اگر آپ ہندوستان اور بیرون ہند کے اکابر کی تحریریں پڑھنے کے شائق ہیں۔
اگر آپ مسلمانوں کے متعلق ضروری مسائل سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔
تو آپ کو لازم ہے کہ آج ہی الجمعیۃ منگانا شروع کر دیں
جو ہر ہفتے تین بار شائع ہوتا ہے اور ہندوستان میں مقبول ہے
اور جس کے لکھنے والے اکابر علماء ہیں
جو ہمیشہ ملت کی خدمت کرتے رہے ہیں
جمعیۃ علماء ہند کا آرگن ہے
ہر جگہ ایجنٹوں کی بھی ضرورت ہے۔
ایجنٹوں کی ہر شہر اور قصبے میں ضرورت ہے۔

مہتمم اخبار الجمعیۃ دہلی



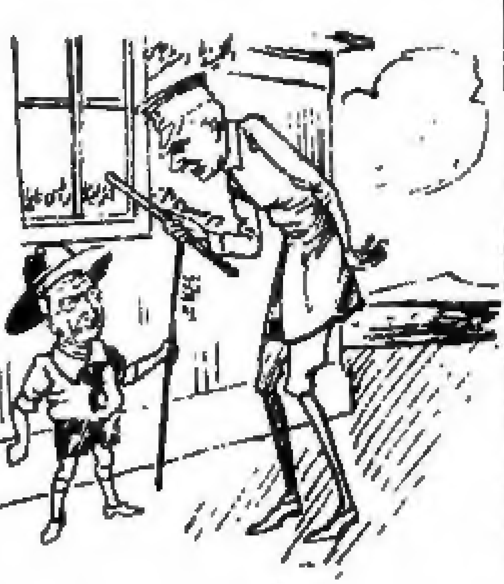
ہندوستان کے تین خیرخواہ فرشتے



یہ بات ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ریاست کا دستور ہے یعنی
خود ہماری ریاست کے بعض افراد سے اخبار والوں کو
کو اپنی تحصیل وصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے بلکہ ریاست کا
ملک کی ڈکٹیٹری رنگ چڑھ جاتا ہے اور اس کی اجرت
وصول کر لیتے ہیں۔ اس کی مثالیں ہم سنا سکتے ہیں ہمارا
علم کہتا ہے نہیں کیا۔ یہ کیا مطلب ہے کہ بنا ہے
ہم کیا اور اپنی جگہ پر سمجھی کہ یہاں کچھ ہو گیا ہے
ہیں ہم اس بات سے کہ مسلمانوں کا مرزا
ہے کہ ریاست کی ہجو کرو تب بھی سزا ملنا اور
مدح کرو تب بھی۔ اس احتیاط کی وجہ
پر بھی لوگ ہماری خاموشی سے دوسرے
نتیجے نکالتے ہیں۔ ہم نے دو چار مضمون لکھے
مثلاً ریاست کشمیر، حیدرآباد دکن کے
متعلق ہمارے خیال میں بے جا تعریف نہیں
کہ اخبار کے جو اے کیا تو بعض نے صاف
الفاظ میں عدم اشاعت پر طعنے دیئے
ہوئے ہیں کہ اگر شاید معقول معاوضہ
مل گیا اس سے مضمون میں کچھ تبدیلیاں
ہو گئی ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ معاوضہ
معاوضے کی بجائے ہم میں جو ہمیں قلم
لیے ہوئے ریاستوں سے نہیں ملتی۔
ان کی تعریف کرو تو سمجھتے ہیں کہ صفت
کا مقصد ادا ہے اپنا فرض ادا کرتا ہے
ان کا شکریہ ادا کرتی ہے تو ہمیں فکر کی چوٹ
جن لوگوں کے پیچھے ہی جاسوس
ڈالے ہوئے ہیں وہ شکر وہ ابت
کا لیتے ہیں۔ ہمیں خاموشی کی اجرت نہیں ملی۔
قسم کھاتے ہیں۔

بہر حال ریاست الور کے متعلق اس پمفلٹ میں
کئی عجیب و غریب امور درج ہیں۔ الور کے
مہاراجہ صاحب کو شاید علم کا تھوڑا
ہی ساحصہ ملا ہے جہانی آلات تو ہیں اور لوازمات
کی عادات جہاں مہاراج کے ساتھ کی جاتی ہے
وہاں سے علم اکثر بھاگ جاتی ہے۔
اس پمفلٹ میں ریبو صاحب کی ایک تقریر پر

تنقید بھی کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مہاراجہ جے
سنگھ جی کے وقت میں دفتری زبان فارسی تھی
مگر کسی ہندو نے اعتراض نہیں کیا کہ یہ ہندو
ریاست ہے اسے فارسی سے کیا علاقہ۔
پھر فرماتے ہیں کہ دس سال ہوئے اور اب ہندوؤں
نے دفتر کو سرفراز کیا باوجود ہندوؤں نے
اعتراض نہیں کیا اب چند سال سے ہیں نے جو
اردو کو نکال باہر کیا انگریزوں سے متاثر ہو کر
پاجاموں میں بھی گھس گئیں۔



انگلینڈ:۔ ابے کیوں..... پھرے رہ تو جا ہا
انگلینڈ:۔ تمہاری لکڑی میری لکڑی سے اچھی ہے

بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہے جو ہمارے ناظر ہندوؤں
کو اعتراض کی عادت نہیں سکھوں سے فارسی
اردو یا انگریزی کسی زبان پر اعتراض نہیں کیا
تو یہ ان کا فضل تھا اور آپ نے ہندوؤں کے
معترض نہ ہونے پر بھی اردو کو ترک کیا
بلکہ اپنی جگہ کی روش کے خلاف کہ پہلے گر چھوڑ
مطالبہ کرتے تو حق بجانب ان کے تھا اس سے
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فسادکی جڑ خود آپ ہی
ہیں۔ پھر بھی اپنی دلیل کی توضیح یوں فرماتے ہیں

کہ ہندوؤں کی سمجھ میں اردو نہیں آتی تھی اور
ہندوؤں کی تعداد یہاں زیادہ ہے۔ یہ بھی
عجیب بات کہی گویا فارسی سمجھ میں آجاتی تھی؟
پھر بھی آگے چل کے فرماتے ہیں کہ دیا ہوت
مدرسے جو مسلمانوں نے جاری کیے تھے وہ
ناظموں نے بند کرا دیے ان کا افتتاح
اس شرط سے قبول کیا جا سکتا ہے کہ یہ مدرسے
اردو تعلیم کا ذریعہ نہیں۔ مسلمانوں کی مذہبی
کتابیں قرآن و حدیث عربی زبان میں ہے
پھر میں نہیں سمجھتا کہ اردو تعلیم کے لیے
کیوں کوشش کی جاتی ہے۔ دوسرے
یہ کہ معلم ان مدرسوں کے الور ہی کے
باشندے ہونے چاہییں۔ تیسرے یہ کہ
ان مکتبوں اور مدرسوں کی جانچ اور
نگرانی ہمارے افسران تعلیم ضرور
کریں گے۔
پہلی شرط کے معنی یہ ہوئے کہ اردو سے
خود مجبور ہو چلتے ہیں۔ دوسری شرط کے
یہ معنی ہوئے کہ قرآن و حدیث کا درس
ہندوستانیوں کو عربی میں دیا جائے
یا ہندی میں۔ تیسری شرط کے یہ معنی
ہوئے کہ گھروں یا مسجدوں میں جو غیر
سرکاری تعلیم گاہیں کھولی جائیں وہ
بغیر کسی وجہ کے سرکاری نگرانی میں رہیں
اور کوئی قرآن کا ترجمہ اردو میں نہ پڑھے۔
واقعی ریاست کی رنگ ریبو صاحب نے
بچھالی اور خلافت آپ کی بعض آنکھ کے دوست
حضرت شوکت نے۔ اگر ریبو صاحب میاں
شوکت کے خدمت بدلے کے اپنا صاحب خاص
بنالیں تو عجیب اوصاف جنکی ضرورت آجکل کی
تعمیر المنزل کو ہے الور میں جمع ہو جائیں۔
پمفلٹ کے یہی باجوا جا رہے تبصرے کے لائق
باقی امور ریگ جا رہے ہیں نہایت خاموشی کے ساتھ بحث
کی گئی ہے پمفلٹ کی عبارت صاف ہے ایک مختصر سی
دفتری عبارت کا اس پمفلٹ میں ہماری نظر سے گزرا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

[illegible]

[illegible]

اخبار سرفراز

[illegible]

مشتہرین کے لیے بہترین موقع

[illegible]

مینیجر اخبار سرفراز لکھنؤ

[illegible]

[illegible]

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ اشتہاری ادویات وعطائی نسخہ جات سے مایوس و
عمدہ طبیبوں کے ہاتھوں بھی کافی نقصان اٹھا چکے
ہیں اور اس عالم یاس میں کامیابی
حاصل کرنا چاہتے ہیں [illegible]
[illegible]
بلا اکسیر فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک بار
[illegible] دواخانہ سعدی [illegible]
فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے
تمام فہرست مفت [illegible]

المشتہر دواخانہ سعدی [illegible] لکھنؤ



ستار کیمپنی متھرا

ہر قسم کی [illegible] ادویات بنانے کا نادر کارخانہ

دراکشاشو	[illegible]
چن پراس	[illegible]
بال سدھا	[illegible] فی شیشی
دو [illegible] کیسری	[illegible] فی شیشی
سدھا سندور	[illegible]

[illegible] ستار کیمپنی متھرا [illegible]

جلد ہفتم — رجسٹرڈ نمبر ا ے ۸۳ ء — دوسری اکتوبر ۱۹۱۳ء

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

دو بے نظیر کتابیں جو چھپ کر شائع ہوئیں گرو اگلی

ایک گراموفون کی طرح سُروں کو محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کا علم سامنے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو عملی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک صد ہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ٹھمریوں اور دھرپدوں کا نقشہ آپ کو پہنچا

اُستاد محمد علی خاں

یہاں تان سین کے آخری یادگار ہیں ۔۔۔ کی ٹھمریاں اور دھرپد [illegible] اس کتاب میں نقل کی گئی ہیں بلکہ اگر آپ [illegible] سے
ادا کر [illegible] کتاب [illegible] لینے کے بعد نہایت صفائی سے ابتدا سے کتاب میں لکھ دیئے گئے [illegible] کر سکتے
ہیں [illegible] اُستاد [illegible] ایک [illegible] سے کام [illegible] ہیں [illegible]
مصنف نے [illegible] کیا اور [illegible] محنت سے کام لیکر اس کتاب کو ترتیب دیا ہے حصہ دوم نہایت مکمل ہے [illegible]
اُستادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت [illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible] المشتہر [illegible] لکھنؤ